ISSN (P): 3007-3421
ISSN (E): 3007-343X

Volume: 04, No. 03
Serial No. 13, 2026

روحِ تحقیق

ROOH-E-TAHQEEQ

ادبی سوفٹ پاور: پاکستانی اردو ناول کے تہذیبی و بیانیاتی امکانات کا تحقیقی مطالعہ

Literary Soft Power: A Research Study of the Civilizational and Narrative Potential of the Pakistani Urdu Novels

Assad Mehmood Khan [*]

Abstract:

Soft power has increasingly emerged as a significant framework for understanding how states and societies shape international perceptions through culture, values, narratives, and non-coercive influence. This study aims to conceptualize Pakistani Urdu novels as a potential form of literary soft power and to examine how selected fictional narratives communicate civilizational, ethical, historical, social, and cultural meanings beyond conventional diplomatic channels. The study draws primarily on Joseph S. Nye's Soft Power Theory and extends it through the concepts of literary soft power and narrative soft power. Using a qualitative research design, selected Pakistani Urdu novels are examined through close textual reading, thematic analysis, and comparative narrative analysis. The data are interpreted through categories of cultural representation, narrative empathy, ethical imagination, historical memory, identity construction, and potential international reception. The findings suggest that Pakistani Urdu fiction possesses substantial latent literary soft power through its representation of Islamic ethics, civilizational memory, social realities, human experiences, and cultural diversity; however, its international influence remains limited by inadequate translation, global circulation, institutional promotion, and literary diplomacy. The study recommends systematic translation programs, international publishing partnerships, academic circulation, and coordinated literary diplomacy. The study concludes that Pakistani Urdu novels can become an important component of Pakistan's broader soft-power architecture when literary value is effectively converted into international cultural influence.

Keywords:

Soft Power; Narrative Soft Power; Urdu Novel; Cultural Diplomacy; Literary Diplomacy

[*] *PhD, Post Doctorial Fellowship, Islamic Research Institute, International Islamic University, Islamabad, assadphdir@gmail.com*

ISSN (P): 3007-3421
ISSN (E): 3007-343X

روحِ تحقیق
ROOH-E-TAHQEEQ

Volume: 04, No. 03
Serial No. 13, 2026

(۱)

عالمی سیاست میں طاقت کا تصور گزشتہ چند دہائیوں کے دوران بنیادی فکری تبدیلی سے گزرا ہے۔ عسکری استعداد، معاشی دباؤ اور مادی وسائل اب بھی بین الاقوامی نظام میں اہمیت رکھتے ہیں، تاہم ریاستوں کی اثر آفرینی کا تعین صرف اس امر سے نہیں ہوتا کہ وہ دوسری ریاستوں کو کس حد تک مجبور کر سکتی ہیں، بلکہ یہ بھی اہم ہے کہ ان کی تہذیب، اقدار، علمی روایت، ثقافتی اظہار اور قومی بیانیہ دوسروں کے لیے کس حد تک کشش اور معنویت پیدا کرتے ہیں۔ اسی پس منظر میں سوفٹ پاور جدید بین الاقوامی تعلقات کی ایک اہم علمی اصطلاح بن چکی ہے۔ عصرِ حاضر کی تحقیق نے اس تصور کو ریاستی سفارت کاری سے آگے بڑھاتے ہوئے ثقافت، ترجمے، اشاعت، ادب اور عالمی بیانیاتی تشکیل سے مربوط کرنا شروع کیا ہے۔ ادب اور ترجمہ کسی قوم کی تہذیبی شناخت کو عالمی سطح پر منتقل کرنے کے دو باہم مربوط ذرائع ہیں۔ سید عابد حسین تہذیب کو محض ظاہری رسوم و عادات تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اسے ان اقدار، تصورات اور ذہنی رویّوں سے وابستہ کرتے ہیں جو کسی قوم کی اجتماعی شخصیت کی تشکیل کرتے ہیں۔ ان کے تصور کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

> "تہذیب محض ظاہری رسوم و عادات کا نام نہیں، بلکہ ان اقدار، تصورات اور ذہنی رویّوں کا مجموعہ ہے جو کسی قوم کی اجتماعی شخصیت کی تشکیل کرتے ہیں۔" (۱)

اس تناظر میں ناول کسی معاشرے کی تہذیبی شخصیت کو کرداروں، زبان، یادداشت، سماجی رویّوں اور تاریخی تجربات کے ذریعے قاری کے سامنے مجسم کرتا ہے۔ یہی تہذیبی سرمایہ جب دوسری زبانوں اور ثقافتوں تک منتقل ہوتا ہے تو ترجمہ اس کی عالمی ترسیل کا بنیادی وسیلہ بن جاتا ہے۔ ف۔ س۔ اعجاز ترجمے کی اسی تہذیبی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ترجمہ یوں تو ایک سے دوسری زبان میں متن کی لسانی اور معنیاتی منتقلی کا نام ہے، لیکن اس کا ایک منصبی پہلو بھی ہو سکتا ہے، اور وہ ہے اصل زبان کی ادبی صفات اور اس زبان سے وابستہ تہذیبی قدروں سے حصولِ آشنائی۔"(۲)

ان دونوں تصورات کو باہم مربوط کیا جائے تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ادب قومی تہذیبی شناخت کو تخلیقی صورت دیتا ہے، جبکہ ترجمہ اسی شناخت کو لسانی حدود سے نکال کر دوسرے معاشروں اور قارئین تک پہنچاتا ہے۔ یوں ناول اور اس کا ترجمہ مشترکہ طور پر ادبی سوفٹ پاور کی تشکیل میں کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ ان کے ذریعے کسی معاشرے کی اقدار، تاریخی شعور، ثقافتی یادداشت اور فکری تنوع غیر جبری انداز میں عالمی قاری کے ادراک کا حصہ بن سکتے ہیں۔

روئنگ سانز(Roig-Sanz) نے ترجمے اور طاقت کے تعلق کو بین الاقوامی تعلقات، ثقافتی سفارت کاری اور ادبی مطالعات کے اتصال پر رکھتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ترجمہ محض لسانی منتقلی نہیں بلکہ اجتماعی شناخت، ثقافتی تاثر اور عالمی رسائی کی تشکیل میں بھی کردار ادا کرتا ہے۔ سانز ترجمے کو سوفٹ پاور کے ایک مؤثر وسیلے کے طور پر دیکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ترجمہ اجتماعی شناختوں کی تشکیل، ان کے تاثر کی تعمیر اور ان کے مفادات کے تحفظ میں ایک مؤثر وسیلے کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔" (۳)

ترجمہ محض زبانوں کے درمیان الفاظ اور معانی کی منتقلی نہیں، بلکہ ثقافتی شناخت، اجتماعی تصور، بین الثقافتی رابطے اور عالمی اثر پذیری کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی بنا پر ترجمے کو ادبی اور ثقافتی سوفٹ پاور کے ایک فعال ذریعے کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح گیفن اور جدیرو (Gefen & Jderu) عالمی ادب کو موجودہ سیاسی اور جغرافیائی سیاسی مباحث کے مشاہدے کا مؤثر وسیلہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "World literature is a remarkable lens through which to observe contemporary political and geopolitical debates." (4)

ادب کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی قوم یا تہذیب کو سرکاری اعلامیے، سیاسی تقریر یا سفارتی بیان کے ذریعے نہیں بلکہ انسان، کردار، تجربے، احساس، یادداشت اور تخیل کے ذریعے متعارف کراتا ہے۔ یہی خصوصیت اسے سوفٹ پاور کے دیگر ذرائع سے ممتاز کرتی ہے۔ فلم، موسیقی، سیاحت اور ذرائع ابلاغ کسی معاشرے کے ظاہری ثقافتی مظاہر کو عالمی سطح پر متعارف کرا سکتے ہیں، لیکن ناول اپنے قاری کو کسی معاشرے کی داخلی دنیا میں داخل کرتا ہے جہاں وہ اس کے خوف، امید، مذہبی تصورات، تاریخی صدمات، طبقاتی پیچیدگیوں اور تہذیبی یادداشت کو انسانی تجربے کی سطح پر محسوس کرتا ہے۔ حالیہ تحقیق میں ادب اور اشاعت کو سوفٹ پاور کے اس غیر جبری دائرے سے باقاعدہ جوڑا جا رہا ہے۔ کوڈینا سولا اور میک مارٹن (Codina Solà & McMartin) نے بین الاقوامی ادب، ترجمے اور ادبی انعامات کے مطالعے کے ذریعے واضح کیا ہے کہ غیر ریاستی ادبی ادارے بھی سیاسی و ثقافتی بیانیوں کی تشکیل میں فعال کردار ادا کر سکتے ہیں(۵)۔ اسی طرح سزپلبارگا اور ریویرو (Szpilbarg & Riveiro) نے ارجنٹائن کے سرکاری ترجماتی منصوبے (PROSUR) کا مطالعہ کرتے ہوئے دکھایا کہ قومی ادب کے تراجم، اشاعتی معاونت اور عالمی ادبی گردش کے ذریعے ریاستیں اپنے ادب کو بیرونِ ملک متعارف کرا سکتی ہیں اور یوں ادب ثقافتی شناخت اور قومی تاثر کی تعمیر میں ایک مؤثر ذریعے کے طور پر سامنے آتا ہے(۶)۔ اس تناظر میں ناول کو محض ادبی متن نہیں بلکہ ایک ایسی تہذیبی جگہ سمجھا جا سکتا ہے جہاں قوم اپنے بارے میں کہنے کے بجائے خود کو قاری کے تجربے میں ظاہر کرتی ہے۔

ادب کے سوفٹ پاور میں تبدیل ہونے کے عمل میں ترجمہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ کوئی بھی قومی ادب اس وقت تک عالمی ثقافتی اثر پیدا نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی اصل لسانی حدود سے نکل کر دوسرے معاشروں کے قارئین تک نہ پہنچے۔ ادبی سوفٹ پاور (Literary Soft Power) کے تصور کو صرف تخلیق کے معیار تک محدود نہیں کیا جا سکتا؛ اس کے لیے ترجمہ، اشاعت، ترسیل، علمی قبولیت اور بین الثقافتی قرأت بھی ناگزیر ہیں۔ کاربو کاتالان (Carbó-Catalan) نے ریاستوں اور بین الاقوامی اداروں کی ترجماتی پالیسیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے ترجمے کو اجتماعی شناخت اور قومی تاثر کی تشکیل سے مربوط کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ ترجماتی منصوبے کسی معاشرے کی کشش اور بین الاقوامی ثقافتی موجودگی میں اضافہ کر سکتے ہیں(۷)۔ اسی تناظر میں شو اور فان فلوٹو (Xu & von Flotow) نے چین کے ادبی جریدے "Pathlight" کا مطالعہ کرتے ہوئے بتایا کہ منتخب چینی ادب کے انگریزی تراجم کو عالمی قارئین تک پہنچانا وسیع تر ثقافتی سفارت کاری (Cultural Diplomacy) اور قومی بیانیے کی ترسیل کا ایک منظم ذریعہ رہا ہے(۸)۔ یہ مطالعات اس امر کو نمایاں کرتے ہیں کہ ادبی تخلیق اور عالمی اثر کے درمیان ترجمہ محض ایک تکنیکی واسطہ نہیں بلکہ تہذیبی معنی کی نئی تشکیل کا مرحلہ ہے۔ چنانچہ کسی زبان میں عظیم ناولوں کی موجودگی بذاتِ خود بین الاقوامی سوفٹ پاور کی ضمانت نہیں؛

اصل سوال یہ ہے کہ وہ ناول کن زبانوں میں منتقل ہوئے، کن اشاعتی اداروں نے انہیں دنیا تک پہنچایا، کن جامعات میں پڑھے گئے اور کس نوعیت کا تہذیبی تاثر پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے۔

پاکستان کے تناظر میں یہ سوال مزید اہمیت اختیار کر جاتا ہے، کیونکہ ملک تہذیبی، مذہبی، تاریخی، لسانی اور ثقافتی سطح پر غیر معمولی تنوع رکھتا ہے، لیکن اس تنوع کو ایک مربوط بین الاقوامی ثقافتی بیانیے میں تبدیل کرنے کے امکانات ابھی پوری طرح بروئے کار نہیں لائے جا سکے۔ کئی ادیبوں نے پاکستان کی خارجہ ثقافتی پالیسی کا تجزیہ کرتے ہوئے اس امر کی نشان دہی کی ہے کہ مؤثر سوفٹ پاور کے لیے صرف ثقافتی اثاثوں کی موجودگی کافی نہیں بلکہ ایک فعال ثقافتی ماحولیاتی نظام (Cultural Ecosystem)، ادارہ جاتی ربط، ثقافتی قدر آفرینی اور عالمی سطح پر اس کی منظم پیش کش ضروری ہے۔ جمیل جالبی کے تصورِ ثقافت سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قومی شناخت صرف ظاہری رسوم و رواج سے تشکیل نہیں پاتی بلکہ زبان، ادب، اقدار، تاریخی شعور اور اجتماعی طرزِ احساس بھی اس کے بنیادی عناصر ہیں۔ ان کے تصور کو محققانہ انداز میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

> "کسی قوم کی ثقافت صرف اس کے ظاہری رسوم، روایات اور معاشرتی مظاہر تک محدود نہیں ہوتی، بلکہ اس کی زبان، ادب، تاریخی شعور، اجتماعی اقدار اور فکری رویّے مل کر اس کے تہذیبی تشخص کی تشکیل کرتے ہیں۔" (۹)

اسی طرح احمد ندیم قاسمی کے ہاں ادب اور تہذیب کا تعلق محض جمالیاتی اظہار تک محدود نہیں رہتا، بلکہ ادب معاشرتی شعور، انسانی اقدار اور اجتماعی تجربے کو تخلیقی صورت دے کر تہذیبی شناخت کا حصہ بنتا ہے۔ ان کے فکری زاویے کو محققانہ طور پر یوں سمیٹا جا سکتا ہے:

> "فن اور ادب کسی معاشرے کی تہذیبی روح کے ایسے تخلیقی مظاہر ہیں جن میں اس کے انسانی احساسات، اخلاقی اقدار، اجتماعی تجربات اور فکری رویّے اپنی مؤثر ترین صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔" (۱۰)

اس صورتِ حال میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب پاکستان کی سوفٹ پاور پر ثقافت، ورثہ، موسیقی، سیاحت، ذرائع ابلاغ اور قومی تاثر سازی کے حوالے سے گفتگو ہو رہی ہے تو اردو ادب اور بالخصوص اردو ناول کو اس فکری و پالیسی دائرے میں وہ مقام کیوں حاصل نہیں ہو سکا جس کا وہ اپنے تاریخی، تہذیبی اور فکری سرمائے کے اعتبار سے مستحق ہے۔ پاکستانی اردو ناول اس حوالے سے خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں قیامِ پاکستان سے قبل اور بعد کے تہذیبی تجربات، تقسیم و ہجرت، قومی شناخت، مذہبی و اخلاقی تصورات، شہری زندگی، طبقاتی تفاوت، عورت، جدیدیت، استعمار، تہذیبی بحران، علاقائی ثقافتوں، صوفیانہ فکر اور انسانی وجود کے بنیادی سوالات ایک وسیع بیانیاتی کینوس پر سامنے آتے ہیں۔ پاکستانی اردو ناول کی یہی فکری اور تہذیبی کثرت اسے ممکنہ ادبی سوفٹ پاور اور بیانیاتی سوفٹ پاور (Narrative Soft Power) کے طور پر پڑھنے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ بیانیاتی سوفٹ پاور سے یہاں مراد ادب کی وہ غیر جبری قوت ہے جس کے ذریعے کوئی قوم اپنے تجربے کو اس انداز میں قصے، کردار، علامت اور جذباتی فضا میں منتقل کرتی ہے کہ دوسرا معاشرہ اسے محض خارجی اطلاع کے طور پر نہیں بلکہ انسانی تجربے کے طور پر سمجھنے لگتا ہے۔

زیرِ نظر تحقیق اسی علمی مفروضے سے آگے بڑھتی ہے کہ پاکستانی اردو ناول میں قابلِ ذکر ادبی اور تہذیبی سرمایہ موجود ہے، لیکن اس سرمائے اور مؤثر عالمی سوفٹ پاور کے درمیان ایک واضح ادارہ جاتی، ترجماتی اور ترسیلی خلا پایا جاتا ہے۔ اس تحقیق میں اس کیفیت کو غیر فعال ادبی سوفٹ پاور (Latent Literary Soft Power) سے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی ایسی ادبی قوت جو اپنے اندر عالمی ثقافتی اثر پیدا کرنے کی استعداد رکھتی ہو مگر ترجمے، بین الاقوامی اشاعت، جامعاتی تدریس، ادبی میلوں، ثقافتی اداروں اور منظم ادبی سفارت کاری (Literary Diplomacy) کی محدودیت

کے سبب پوری طرح فعال نہ ہو سکی ہو۔ حالیہ عالمی تحقیق اس امکان کو تقویت دیتی ہے کہ ادب، ترجمہ اور اشاعتی ادارے مشترکہ طور پر قومی اور ثقافتی شناخت کی عالمی تشکیل میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسی بنا پر پاکستانی اردو ناول کا مطالعہ محض ادبی جمالیات، اسلوب یا موضوعاتی تنقید تک محدود رکھنے کے بجائے بین الاقوامی تعلقات اور ثقافتی سفارت کاری کے تناظر میں بھی ناگزیر ہو جاتا ہے۔ یہ تحقیق پاکستانی اردو ناول کو اسی بین العلومی زاویے سے دیکھتے ہوئے یہ جاننے کی کوشش کرتی ہے کہ اس کے اسلامی، تہذیبی، تاریخی، سماجی اور انسانی بیانیات کس طرح ادبی سوفٹ پاور میں تبدیل ہو سکتے ہیں، اور اس غیر فعال ادبی سرمائے کو عالمی ثقافتی اثر میں بدلنے کے لیے کن ترجماتی، اشاعتی، علمی اور سفارتی اقدامات کی ضرورت ہے۔

(۲)

سوفٹ پاور (Soft Power) کے حالیہ علمی مباحث میں ایک اہم تبدیلی یہ سامنے آئی ہے کہ اسے محض ریاستی کشش یا خارجہ پالیسی کے ضمنی آلے کے طور پر دیکھنے کے بجائے اس کے ذرائع، ترسیلی طریقوں اور اثر پذیری کے مراحل کو زیادہ منظم انداز میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اوہنیسورگ (Ohnesorge) نے سوفٹ پاور کے نظریے کو ایک نئی درجہ بندی اور طریقۂ تحقیق کے ساتھ پیش کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ کشش کو خود طاقت سمجھ لینا نظریاتی طور پر کافی نہیں، بلکہ یہ جاننا ضروری ہے کہ ثقافتی، شخصی، سیاسی یا علامتی وسائل کس طرح دوسروں کے رویوں اور ترجیحات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ وہ اس فکری پیچیدگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "Soft power cannot be adequately understood merely through the existence of attractive resources; it must also be examined through the channels, processes, reception, and outcomes through which attraction is converted into influence".(11)

سوفٹ پاور کو سمجھنے کے لیے محض اس کے وسائل کی شناخت کافی نہیں، بلکہ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ یہ وسائل کن ذرائع سے منتقل ہوتے ہیں، مخاطب انہیں کس طرح قبول کرتا ہے، اور وہ بالآخر کس نوعیت کے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ اس زاویے سے دیکھا جائے تو ادب بھی صرف اس وجہ سے سوفٹ پاور نہیں بن جاتا کہ وہ کسی قوم کی ثقافت کی نمائندگی کرتا ہے؛ اس کی قوت اس وقت فعال ہوتی ہے جب ادبی متن دوسری ثقافتوں تک رسائی حاصل کرے اور وہاں معنی، کشش، شناخت یا ادراکی تبدیلی پیدا کرے۔ اوہنیسورگ کے نظریاتی ماڈل میں بھی وسائل، ذرائعِ ترسیل، قبولیت اور نتائج کو الگ مگر باہم مربوط مراحل کے طور پر دیکھا گیا ہے، جو اس امر کی تائید کرتا ہے کہ ثقافتی سرمایہ اپنی موجودگی سے نہیں بلکہ مؤثر ترسیل اور قبولیت کے ذریعے طاقت میں تبدیل ہوتا ہے۔

بیل اور کینن (Bell & Kennan) نے کتب خانوں کو سوفٹ پاور کے ممکنہ غیر ریاستی عامل کے طور پر دیکھتے ہوئے علمی و ثقافتی اداروں کے کردار کو بھی اسی تناظر میں نمایاں کیا ہے۔ ان کے مطابق:

> "Libraries can function as soft-power actors by facilitating access to knowledge, culture, and national intellectual resources across borders ".(12)

قومی مفادات کی نمائندگی میں سوفٹ پاور کی بڑھتی ہوئی اہمیت کے باعث بین الاقوامی تعلقات میں کتب خانوں کے کردار اور اثر کو سمجھنا نہایت اہم ہے اور اس میدان میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ یہ موقف واضح کرتا ہے کہ جدید سوفٹ پاور کا مطالعہ صرف ریاستی پالیسی تک محدود نہیں رہا بلکہ ثقافتی مواد پیدا کرنے، محفوظ کرنے، منظم کرنے اور عالمی سطح پر منتقل کرنے والے اداروں تک پھیل چکا ہے۔ یہی اصول ادب، اشاعت،

ترجمہ، جامعات، ادبی اداروں اور کتب خانوں پر بھی منطبق ہوتا ہے، کیونکہ یہ تمام ادارے کسی قوم کے فکری و تہذیبی سرمایے کو بین الاقوامی رسائی دینے میں کردار ادا کرتے ہیں۔

ادبی سفارت کاری (Literary Diplomacy) کے تصور پر ہونے والی حالیہ تحقیق نے ادب کو ثقافتی سفارت کاری کے ایک باقاعدہ شعبے کے طور پر سمجھنے کی مزید بنیاد فراہم کی ہے۔ یلدرم (Yıldırım) نے ترکی کے تناظر میں ادب، ادبی میلوں، ترجماتی سرگرمیوں اور عوامی سفارت کاری (Public Diplomacy) کے باہمی تعلق کا جائزہ لیتے ہوئے استدلال کیا کہ ادبی متون دوسری اقوام کو کسی معاشرے کے ثقافتی ورثے اور انسانی تجربے سے متعارف کرانے کی قابلِ ذکر صلاحیت رکھتے ہیں(۱۳)۔ یہ مطالعہ ادب کو سرکاری سفارت کاری کے حاشیے پر موجود سرگرمی کے بجائے تعلق سازی اور بین الثقافتی تفہیم کے ایک ممکنہ ذریعے کے طور پر سامنے لاتا ہے۔ دوسری جانب میئن (Meijen) نے یورپی یونین کے ادبی ترجماتی منصوبوں کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے دکھایا کہ ادبی ترجمہ مشترکہ اقدار، ثقافتی تنوع اور اجتماعی یورپی شناخت کی تشکیل کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، تاہم اگر ایسی پالیسی تاریخی و ثقافتی اختلافات کو نظر انداز کرکے ایک یکساں بیانیہ قائم کرنے لگے تو وہ اصل تنوع کو محدود بھی کر سکتی ہے(۱۴)۔ اس طرح سابقہ تحقیق ادبی سفارت کاری کے امکانات کے ساتھ اس کی حدود بھی واضح کرتی ہے۔ پاکستانی تناظر میں اس سے یہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ اردو ناول کو عالمی سطح پر پیش کرنے کا مقصد ایک مصنوعی یا یک رُخی قومی شبیہ بنانا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ پاکستان کے مذہبی، علاقائی، تاریخی، طبقاتی اور تہذیبی تنوع کو اس کی اصل ادبی پیچیدگی کے ساتھ سامنے لانا چاہیے۔

پاکستانی اور اردو ادبی مطالعات میں ناول اور ثقافت کے تعلق پر قابلِ ذکر تحقیق موجود ہے، تاہم ان مطالعات کا غالب زاویہ ادبی، تہذیبی یا سماجی ہے۔ پاکستان کے اندر ثقافتی مواد کے ذریعے خارجی تاثر کی تشکیل سے متعلق تجرباتی تحقیق بھی اس موضوع کے لیے اہم تقابلی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ لارک، منگی اور بخاری (Larik, Mangi, & Bukhari) نے پاکستان میں چین کی ثقافتی سفارت کاری کا انٹرنیٹ ذرائع کے حوالے سے مطالعہ کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اردو زبان میں فراہم کیا جانے والا ثقافتی مواد پاکستانی سامعین تک رسائی اور چین کے نسبتاً مثبت ثقافتی تاثر کی تشکیل میں معاون ثابت ہوا؛ تاہم مختلف ذرائع کی فعلیت یکساں نہیں تھی اور غیر فعال یا کمزور مواد نے محدود اثر پیدا کیا(۱۵)۔ یہ نتیجہ ادبی سوفٹ پاور کے لیے نہایت معنی خیز ہے، کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض ثقافتی وسیلے کی موجودگی کافی نہیں بلکہ اس کا فعال، موزوں اور مسلسل ترسیلی نظام بھی ضروری ہے۔ مجموعی طور پر سابقہ تحقیق میں سوفٹ پاور کی نئی نظریاتی درجہ بندی، ادبی ترجمہ، ادبی سفارت کاری، ثقافتی اداروں، علاقائی شناخت اور اردو ناول کے ثقافتی عناصر پر الگ الگ علمی کام موجود ہے، لیکن پاکستانی اردو ناول کو ادبی سوفٹ پاور اور بالخصوص بیانیاتی سوفٹ پاور کے ایک مربوط نظریاتی نمونے کے تحت جانچنے کی واضح کمی برقرار ہے۔ اسی طرح یہ سوال بھی کم زیرِ بحث آیا ہے کہ پاکستانی ناول میں موجود مذہبی، تاریخی، سماجی اور تہذیبی سرمایہ کن مراحل سے گزر کر عالمی کشش، ثقافتی تفہیم اور قومی تاثر میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ یہی خلا زیرِ نظر تحقیق کی بنیادی علمی جہت اور امتیازی حیثیت متعین کرتا ہے۔

ISSN (P): 3007-3421
ISSN (E): 3007-343X
روحِ تحقیق
ROOH-E-TAHQEEQ
Volume: 04, No. 03
Serial No. 13, 2026

(۳)

زیرِ نظر تحقیق کی بنیادی نظریاتی اساس جوزف ایس نائے کے نظریۂ سوفٹ پاور (Soft Power Theory) پر قائم ہے، جس کے مطابق ریاستیں اور معاشرے محض عسکری یا معاشی جبر کے ذریعے نہیں بلکہ ثقافت، اقدار، کشش اور غیر جبری اثر کے ذریعے بھی دوسروں کے تصورات اور ترجیحات پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اس تحقیق میں اس نظریے کو ادبی تناظر تک توسیع دیتے ہوئے ادبی سوفٹ پاور اور بیانیاتی سوفٹ پاور کو توضیحی تصورات کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ادبی سوفٹ پاور سے مراد وہ ثقافتی و فکری صلاحیت ہے جس کے ذریعے ادبی متن کسی قوم یا معاشرے کے تاریخی، مذہبی، اخلاقی، تہذیبی اور انسانی تجربات کو غیر جبری انداز میں قاری تک منتقل کر کے اس کے ادراک، ہمدردی، ثقافتی کشش اور تاثر پر اثر انداز ہو۔ اسی طرح بیانیاتی سوفٹ پاور کو اس داخلی ادبی طریقِ کار کے طور پر برتا گیا ہے جس کے ذریعے کردار، پلاٹ، علامت، مکالمہ، یادداشت، جذباتی وابستگی اور اخلاقی تخیل کسی ثقافت کو محض معلوماتی سطح پر نہیں بلکہ تجرباتی اور انسانی سطح پر قابلِ فہم بناتے ہیں۔ نظریاتی طور پر تحقیق یہ مفروضہ قائم کرتی ہے کہ پاکستانی اردو ناول میں موجود تہذیبی اور فکری سرمایہ اس وقت عملی سوفٹ پاور میں تبدیل ہوتا ہے جب ادبی تشکیل، بیانیاتی تاثیر، ترجمہ، عالمی ترسیل اور بین الثقافتی قبولیت ایک مربوط عمل کی صورت اختیار کریں۔

زیرِ نظر تحقیق معیاری تحقیقی طریقۂ کار پر مبنی ہے، جس میں منتخب پاکستانی اردو ناولوں کو بنیادی متنی مواد کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ تحقیق میں قریبی متنی مطالعہ (Close Textual Reading)، موضوعاتی تجزیہ (Thematic Analysis)، تقابلی بیانیاتی تجزیہ (Comparative Narrative Analysis) اور تشریحی متنی تعبیر (Interpretive Textual Analysis) کو یکجا کیا گیا ہے۔ منتخب ناولوں کے مواد کا تجزیہ تہذیبی نمائندگی، اسلامی و اخلاقی اقدار، تاریخی یادداشت، قومی شناخت، سماجی حقیقت، انسانی تجربے، بیانیاتی ہمدردی، علامتی اظہار اور ممکنہ عالمی قبولیت کے متعین موضوعاتی زمروں کے تحت کیا گیا ہے۔ اعداد و شمار کی نوعیت غیر مقداری ہونے کے باعث نتائج کی تعبیر عددی پیمائش کے بجائے متن میں موجود معنوی نمونوں، فکری رجحانات، ثقافتی اشارات اور بیانیاتی ساختوں کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ تقابلی مرحلے میں مختلف ناولوں کے اندر موجود سوفٹ پاور کے عناصر کو باہم موازنہ کر کے یہ شناخت کیا گیا ہے کہ کون سے متون تاریخی، اخلاقی، تہذیبی، سماجی یا ماحولیاتی سطح پر زیادہ مؤثر بیانیاتی امکانات پیدا کرتے ہیں۔ تحقیق میں ثانوی علمی مواد کو نظریاتی تائید، تقابلی تعبیر اور نتائج کی توثیق کے لیے استعمال کیا گیا ہے، جبکہ مجموعی تجزیہ اس امر پر مرکوز ہے کہ پاکستانی اردو ناول میں موجود ادبی سرمایہ کس حد تک غیر فعال ادبی سوفٹ پاور سے فعال عالمی ثقافتی اثر میں تبدیل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

نتائج سے یہ امر سامنے آیا کہ پاکستانی اردو ناول محض سماجی، تاریخی یا ثقافتی تجربات کی ادبی نمائندگی نہیں کرتا بلکہ اس میں قابلِ ذکر ادبی سوفٹ پاور اور بیانیاتی سوفٹ پاور کی صلاحیت موجود ہے۔ منتخب ناولوں کے تجزیے سے واضح ہوا کہ تہذیبی یادداشت، اسلامی و اخلاقی اقدار، قومی شناخت، تاریخی شعور، سماجی حقیقت نگاری، انسانی ہمدردی، روحانی فکر اور ماحولیاتی آگہی ایسے بنیادی عناصر ہیں جو قاری کے ادراک، جذباتی وابستگی اور ثقافتی فہم کو متاثر کر سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ ہر ناول ایک ہی نوعیت کی سوفٹ پاور پیدا نہیں کرتا، بلکہ بعض متون تاریخی و تہذیبی شعور، بعض اخلاقی و روحانی معنویت، بعض سماجی حقیقت اور بعض انسانی و ماحولیاتی مسائل کے ذریعے اثر آفرینی کی مختلف صورتیں تشکیل دیتے ہیں۔

ISSN (P): 3007-3421
ISSN (E): 3007-343X

روحِ تحقیق
ROOH-E-TAHQEEQ

Volume: 04, No. 03
Serial No. 13, 2026

(۴)

پاکستانی اردو ناول کا تقابلی مطالعہ اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ یہ صنف قومی اور تہذیبی زندگی کی محض ادبی بازنمائی نہیں، بلکہ ایسے تصورات، اقدار، تاریخی تجربات اور اجتماعی یادداشتوں کی تشکیل و ترسیل کا وسیلہ بھی ہے جو قاری کے تہذیبی ادراک پر غیر جبری اثر مرتب کر سکتے ہیں۔ زیرِ مطالعہ اردو ناول، قرۃ العین حیدر کا "آگ کا دریا"، اور عبداللہ حسین کا "اداس نسلیں"، اپنے موضوعاتی اور بیانیاتی اختلاف کے باوجود ایک مشترک خصوصیت رکھتے ہیں کہ ان میں برصغیر اور پاکستان کے تاریخی، سماجی، مذہبی اور تہذیبی تجربات کو فرد کی زندگی کے ذریعے معنویت دی گئی ہے۔ "آگ کا دریا" میں تاریخ کو مختلف عہدوں کے مسلسل تہذیبی تجربے کے طور پر برتا گیا ہے، جہاں تقسیم محض سیاسی واقعہ نہیں بلکہ طویل تہذیبی بہاؤ میں پیدا ہونے والا گہرا شگاف محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح ناول کے آخری حصوں میں ہجرت اور نئی قومی شناخت کے پیدا کردہ ذہنی اضطراب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی سرحدیں تہذیبی حافظے کو فوری طور پر منقطع نہیں کر سکتیں:

> "تاریخ سیاسی واقعات کا منقطع سلسلہ نہیں، بلکہ تہذیبی حافظے کا ایسا مسلسل بہاؤ ہے جس میں سلطنتیں بدلتی رہتی ہیں مگر انسانی اور ثقافتی رشتے اپنی معنوی موجودگی برقرار رکھتے ہیں۔" (۱۶)

ناول کے آخری حصوں میں ہجرت اور نئی قومی شناخت کے پیدا کردہ ذہنی اضطراب سے بھی یہی حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ فرد نئے سیاسی جغرافیے میں منتقل ہونے کے باوجود اپنے تاریخی اور تہذیبی ماضی سے مکمل طور پر الگ نہیں ہو پاتا:

> "تقسیم جغرافیائی سرحدیں قائم کر سکتی ہے، لیکن صدیوں میں تشکیل پانے والی تہذیبی یادداشت، مشترک ماضی اور شناخت کے داخلی رشتوں کو فوری طور پر منقطع نہیں کر سکتی۔" (۱۷)

اس نوع کی ادبی تشکیل قومی تاریخ کو انسانی اور تہذیبی تجربے میں بدل دیتی ہے اور یہی اس کی ممکنہ ادبی سوفٹ پاور کی بنیادی اساس ہے، کیونکہ خارجی قاری تاریخ کو محض سیاسی واقعات کی صورت میں نہیں بلکہ انسانی یادداشت، شناخت اور تہذیبی تسلسل کے تجربے کے طور پر سمجھنے لگتا ہے۔ عبداللہ حسین کے "اداس نسلیں" میں تاریخ کی یہی معنویت ایک مختلف سطح پر سامنے آتی ہے۔ انہوں نے نوآبادیاتی ہندوستان، جنگ، سیاسی بیداری، زمین سے تعلق اور تقسیم کے تجربے کو فرد کی داخلی شکستگی اور نسلی و تہذیبی بے یقینی سے وابستہ کیا ہے۔ ناول میں تاریخی تغیر محض سیاسی واقعات کا سلسلہ نہیں بلکہ نسلوں کی نفسیاتی اور تہذیبی ساخت میں پیدا ہونے والی تبدیلی کے طور پر ظاہر ہوتا ہے:

> "تاریخی تبدیلی کی اصل قیمت سیاسی نقشوں میں نہیں بلکہ ان انسانوں کے باطن میں ظاہر ہوتی ہے جو استعمار، جنگ، آزادی اور تقسیم کے تجربات کو اپنی زندگیوں میں برداشت کرتے ہیں۔"(۱۸)

بالخصوص تقسیم کے قریب پہنچتے ہوئے کرداروں کی بے یقینی اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ قومی تشکیل کے ہر بڑے سیاسی عمل کے ساتھ ایک انسانی اور نفسیاتی قیمت بھی وابستہ ہوتی ہے۔ یہی جہت پاکستانی ادبی سوفٹ پاور کے لیے اہم ہے، کیونکہ کسی ریاست کی عالمی شناخت صرف کامیابی، طاقت اور قومی تفاخر کے بیانیوں سے تشکیل نہیں پاتی بلکہ اس کی تاریخی پیدائش کے انسانی، اخلاقی اور نفسیاتی پہلو بھی خارجی قاری کے سامنے اس قوم کو زیادہ پیچیدہ، حقیقی اور قابلِ فہم بناتے ہیں:

ISSN (P): 3007-3421
ISSN (E): 3007-343X
روحِ تحقیق
ROOH-E-TAHQEEQ
Volume: 04, No. 03
Serial No. 13, 2026

"قوم کی تشکیل محض آزادی کے اعلان سے مکمل نہیں ہوتی؛ اس کے ساتھ بے یقینی، شکستگی، زمین سے وابستگی اور نسلوں کے ذہنی و تہذیبی اضطراب کی ایک انسانی تاریخ بھی جنم لیتی ہے۔"(۱۹)

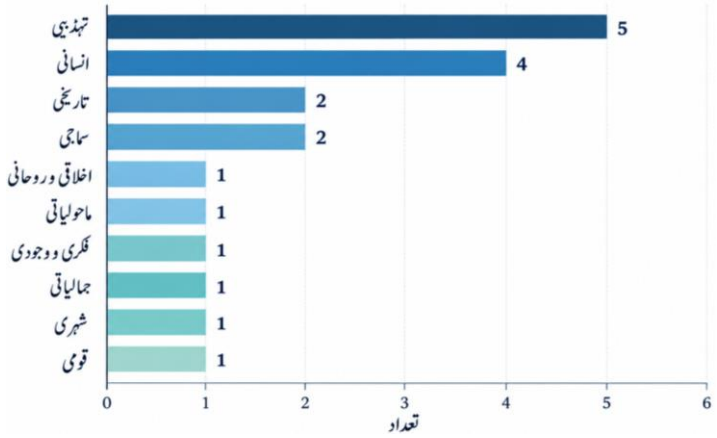
اس نوع کی ادبی تشکیل قومی تاریخ کو انسانی اور تہذیبی تجربے میں بدل دیتی ہے اور یہی اس کی ممکنہ ادبی سوفٹ پاور کی بنیادی اساس ہے۔یہی بیانیاتی خصوصیت ادب کی غیر جبری تاثیر کو مضبوط کرتی ہے، کیونکہ خارجی قاری تقسیم کو تاریخ کی کتاب میں درج سنہ، معاہدہ یا نقل مکانی کے اعداد و شمار کے طور پر نہیں بلکہ کسی انسان کی کھوئی ہوئی بستی، ٹوٹے ہوئے رشتوں اور ذہنی بے وطنی کے تجربے کے طور پر محسوس کرتا ہے۔اس صورت میں ادب سیاسی تاریخ کو انسانی حافظے میں منتقل کرتا ہے اور ثقافتی فاصلے کو جذباتی تفہیم میں بدلنے کی استعداد پیدا کرتا ہے۔یوں پاکستانی ادبی سوفٹ پاور مذہبی شناخت کو جامد عقیدتی اظہار کے بجائے اخلاقی تخیل، انسانی تجربے اور فلسفیانہ سوال کے ذریعے پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔منتخب ناولوں کے موضوعاتی تنوع سے واضح ہے کہ پاکستان کی ادبی شناخت کو کسی یک رُخی سیاسی یا مذہبی تصور کے بجائے کثیر الجہتی تہذیبی نظام کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔جیسا کہ جدول ا میں ظاہر کیا گیا ہے، مختلف ناولوں میں سوفٹ پاور کی نوعیت ان کے موضوعاتی جوہر اور بیانیاتی طریقۂ اظہار کے مطابق مختلف ہے جب کہ گراف ا ناولوں میں سوفٹ پاور کی موضوعاتی تقسیم کو واضح کرتا ہے۔

جدول-ا: ناولوں میں سوفٹ پاور کی نوعیت

ناول	بنیادی فکری و تہذیبی جہت	غالب ادبی سوفٹ پاور	عالمی معنویت
آگ کا دریا	تہذیبی تسلسل، تاریخ، شناخت	تاریخی و تہذیبی	مشترکہ جنوبی ایشیائی تہذیب
اداس نسلیں	استعمار، جنگ، آزادی، تقسیم	تاریخی و انسانی	استعمار اور قومی تشکیل

اس بیانیے کی عالمی معنویت موجودہ آبی قلت، ماحولیاتی تبدیلی اور تہذیبی نقل مکانی کے مباحث میں نمایاں ہوتی ہے۔یوں ایک مقامی تہذیبی ناول اپنے جغرافیائی پس منظر سے آگے بڑھ کر ایسی انسانی تشویش کا حصہ بن جاتا ہے جو قومی سرحدوں کی پابند نہیں۔پاکستانی ادبی سوفٹ پاور کے لیے یہی مقامی خصوصیت اور عالمی معنویت کا امتزاج نہایت اہم ہے۔اس اعتبار سے فکری تنوع خود ایک ثقافتی سرمایہ ہے اور عالمی سطح پر پاکستانی ادب کی ذہنی وسعت کو نمایاں کر سکتا ہے۔

گراف-ا: ناولوں میں سوفٹ پاور کی موضوعاتی تقسیم



اس صورتِ حال کو زیرِ نظر تحقیق میں "غیر فعال ادبی سوفٹ پاور" (Latent Literary Soft Power)سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ایسا ادبی سرمایہ ہے جس میں تہذیبی کشش، فکری اثر اور بین الثقافتی مکالمے کی قابلِ ذکر صلاحیت موجود ہو، لیکن ترجمے، عالمی اشاعت، جامعاتی تدریس، ادبی حقوق، تنقیدی قبولیت اور منظم ثقافتی سفارت کاری کی کمی کے باعث وہ پوری طرح عالمی اثر میں تبدیل نہ ہو رہا ہو؛ جیسا کہ شکل ا میں واضح ہے، اس تحقیق میں پاکستانی ادبی سوفٹ پاور کو پانچ باہم مربوط مراحل کے ذریعے سمجھا گیا ہے:

شکل- ا: پاکستانی ادبی سوفٹ پاور کا پانچ مرحلہ جاتی نمونہ



اس ماڈل کا پہلا مرحلہ تہذیبی و فکری سرمایہ ہے۔ منتخب متون واضح کرتے ہیں کہ پاکستانی اردو ناول کے پاس اس سرمائے کی غیر معمولی وسعت موجود ہے۔ "گ کا دریا" میں صدیوں پر محیط تہذیبی تسلسل، "اداس نسلیں" میں نو آبادیاتی اور قومی تجربہ، چنانچہ تہذیبی سرمایہ جامد مواد نہیں بلکہ ادیب کے تخلیقی عمل میں نئی معنویت اختیار کرنے والی فکری قوت ہے۔ دوسرا اور تیسرا مرحلہ ادبی تشکیل اور بیانیاتی تاثیر سے متعلق ہے۔ کوئی تاریخی، مذہبی یا سماجی موضوع اپنی ذات میں سوفٹ پاور نہیں ہوتا؛ وہ اس وقت ادبی اثر پیدا کرتا ہے جب فن کار اسے ایسے بیانیے میں تبدیل کرے جس کے ساتھ قاری فکری یا جذباتی سطح پر تعامل کر سکے۔ یہی تخلیقی منتقلی بیانیاتی تاثیر پیدا کرتی ہے۔ اس مرحلے پر قاری کسی قوم یا تہذیب کے بارے میں براہِ راست سیاسی دعوے کا سامنا نہیں کرتا بلکہ کسی کردار، منظر یا اخلاقی سوال کے ذریعے اس تہذیب کے داخلی تجربے تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ چوتھا مرحلہ ترجمہ، اشاعت اور عالمی ترسیل کا ہے اور یہی پاکستانی ادبی سوفٹ پاور کی عملی فعلیت کے لیے فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ ادبی متن اپنی اصل زبان میں خواہ کتنی ہی غیر معمولی قدر رکھتا ہو، بین الاقوامی سوفٹ پاور اس وقت تک محدود رہے گی جب تک وہ دوسری لسانی اور ثقافتی دنیا تک نہ پہنچے۔ یہاں صرف ترجمے کی موجودگی کافی نہیں بلکہ ترجمے کا معیار، ناشر کی ساکھ، کتاب کی عالمی دستیابی، جامعاتی نصاب، ادبی تنقید، کتابی میلوں، مصنفین کی بین الاقوامی موجودگی اور ادبی حقوق کا منظم انتظام بھی اہم ہیں۔ منتخب ناولوں میں بعض عالمی سطح پر نسبتاً زیادہ معروف ہوئے ہیں جبکہ بعض کا ادبی مقام بلند ہونے کے باوجود عالمی گردش محدود ہے۔ یہی فرق ثابت کرتا ہے کہ ادبی قدر اور عالمی اثر ایک ہی شے نہیں ہیں۔ اعلیٰ ادبی قدر کو عالمی اثر میں تبدیل کرنے کے لیے ادارہ جاتی واسطے ناگزیر ہیں۔ اسی لیے پاکستانی ادبی سفارت کاری کا ہدف نئے تشہیری ادب کی تخلیق نہیں بلکہ پہلے سے موجود معیاری ادب کی شناخت، ترجمانی، اشاعت اور علمی گردش ہونا چاہیے۔

ماڈل کا آخری مرحلہ ادبی سوفٹ پاور کا نتیجہ ہے، جسے محض "مثبت قومی تصویر" تک محدود کرنا نظریاتی طور پر ناکافی ہو گا۔ ادب کا زیادہ حقیقی اثر ثقافتی تجسس، فکری احترام، انسانی ہمدردی، تاریخی تفہیم، تہذیبی شناخت اور پہلے سے قائم تصورات میں تبدیلی کی صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔ اس لیے تحقیق کا حتمی استدلال یہ ہے کہ پاکستانی اردو ناول کی حقیقی سوفٹ پاور کسی مصنوعی قومی تعریف میں نہیں بلکہ اپنی تہذیبی صداقت، فکری تنوع، تخلیقی خود مختاری اور عالمی انسانی معنویت میں مضمر ہے۔ یہی عناصر جب معیاری ترجمے اور منظم عالمی ترسیل سے مربوط ہوتے ہیں تو ** غیر فعال ادبی سوفٹ پاور ** فعال بین الثقافتی اثر میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔

(۶)

پاکستانی اردو ناول اپنی تہذیبی گہرائی، تاریخی شعور، اخلاقی معنویت، سماجی حقیقت نگاری، انسانی تجربے، ماحولیاتی حساسیت اور بیانیاتی تنوع کے باعث ادبی سوفٹ پاور کا قابلِ ذکر وسیلہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ منتخب ناولوں کے تقابلی مطالعے سے یہ واضح ہوا کہ یہ متون پاکستان اور اس سے وابستہ جنوبی ایشیائی تہذیبی تجربے کو یک رُخی یا رسمی قومی تصویر کے بجائے ایک کثیر الجہتی، خود تنقیدی، تاریخی اور انسانی تناظر میں پیش کرتے ہیں۔ اسی باعث ان کی قوت صرف ادبی قدر تک محدود نہیں رہتی بلکہ وہ قاری کے تہذیبی ادراک، تاریخی فہم، اخلاقی غور اور انسانی ہمدردی پر غیر جبری اثر مرتب کرنے کی استعداد بھی رکھتے ہیں۔ تاہم تحقیق نے یہ بھی واضح کیا کہ ادبی قدر اور عالمی سوفٹ پاور ایک دوسرے کے مترادف نہیں؛ ان کے درمیان معیاری ترجمہ، بین الاقوامی اشاعت، علمی و جامعاتی ترسیل، ثقافتی ادارہ جاتی تعاون اور منظم ادبی سفارت کاری کے مراحل ناگزیر ہیں۔ چنانچہ پاکستانی اردو ناول میں موجود بڑی قوت اس وقت زیادہ تر غیر فعال ادبی سوفٹ پاور کی صورت میں موجود ہے۔ اگر اس ادبی سرمائے کو مربوط ترجماتی، اشاعتی اور ثقافتی حکمتِ عملی کے ذریعے عالمی قارئین تک پہنچایا جائے تو یہ پاکستان کے قومی تاثر، تہذیبی شناخت، بین الثقافتی مکالمے اور عالمی فکری موجودگی کو زیادہ معتبر، متنوع اور پائیدار بنانے میں مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

تحقیق کے نتائج کی روشنی میں ضروری ہے کہ پاکستانی اردو ناول کو محض قومی ادبی ورثے کے طور پر محفوظ رکھنے کے بجائے اسے منظم ادبی سوفٹ پاور اور ادبی سفارت کاری کی حکمتِ عملی سے مربوط کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے معیاری اور کثیر لسانی تراجم کے مستقل منصوبے قائم کیے جائیں، منتخب اہم ناولوں کے حقوقِ اشاعت، عالمی اشاعت اور بین الاقوامی تقسیم کے لیے ایک مربوط ادارہ جاتی نظام تشکیل دیا جائے، اور پاکستان اکیڈمی آف لیٹرز، نیشنل بک فاؤنڈیشن، جامعات، سفارت خانوں، ثقافتی مراکز اور نجی ناشرین کے درمیان اشتراک کو مؤثر بنایا جائے۔ مزید برآں پاکستانی اردو ناولوں کو غیر ملکی جامعات کے نصابات، ادبی میلوں، ترجماتی منصوبوں، مصنفین کی علمی رہائشی اسکیموں اور عالمی ادبی مباحث میں شامل کرنے کے لیے باقاعدہ پالیسی وضع کی جائے۔ انتخابِ متن میں صرف قومی تشہیر یا رسمی نمائندگی کو معیار نہ بنایا جائے بلکہ ادبی معیار، تہذیبی تنوع، فکری گہرائی، انسانی معنویت اور عالمی موضوعاتی مطابقت کو ترجیح دی جائے۔ اسی طرح اسلامی، تاریخی، سماجی، ماحولیاتی اور انسانی جہات رکھنے والے ناولوں کی متوازن نمائندگی پاکستان کے یک رُخی عالمی تصور کو زیادہ پیچیدہ، معتبر اور تہذیبی طور پر ثروت مند شناخت میں تبدیل کر سکتی ہے۔ مجموعی طور پر سفارش یہ ہے کہ پاکستانی اردو ناول میں موجود غیر فعال ادبی سوفٹ پاور کو مؤثر عالمی ثقافتی تاثیر میں تبدیل کرنے کے لیے ترجمہ، اشاعت، علمی ترسیل اور ثقافتی سفارت کاری کو ایک مربوط قومی حکمتِ عملی کے طور پر اختیار کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) سید عابد حسین، قومی تہذیب کا مسئلہ، (علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۵۵ء)، ۲۱۔

(۲) ڈاکٹر قمر رئیس، ترجمہ کا فن اور روایت، (دہلی: تاج پبلیشرز؛ انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۷۶ء)، ۱۵۳۔

(3) Roig-Sanz, D., Campanella, L., & Carbó-Catalan, E. (2025). Translation as a soft power resource: Exploring the possibilities, scope, and challenges of an interdisciplinary approach. Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33(1), 1–23. https://doi.org/10.1080/0907676X.2025.2447143

(4) Gefen, A., & Jderu, D. (2026). Literature as soft power. *Critical Inquiry, 52*(3), 447–458. https://doi.org/10.1086/739758

(5) Codina Solà, N., & McMartin, J. (2025). Soft power, 'international literature', and prizing the other: Restless Books and the Prize for New Immigrant Writing. *Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33*(1), 162–183. https://doi.org/10.1080/0907676X.2024.2377452

(6) Szpilbarg, D., & Riveiro, M. B. (2025). Argentine literature in English: Publishing translations subsidized by PROSUR (2010–2020). *Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33*(1), 143–161. https://doi.org/10.1080/0907676X.2024.2416772

(7) Carbó-Catalan, E. (2025). Translation, a measure of force of attraction? States, international organizations and the consecrating power of translation. *Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33*(1), 24–41. https://doi.org/10.1080/0907676X.2024.2412917

(8) Xu, R., & von Flotow, L. (2025). A study of *Pathlight*: Literary cultural diplomacy in China today. *Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33*(1), 201–214. https://doi.org/10.1080/0907676X.2024.2424633

(۹) ڈاکٹر جمیل جالبی، پاکستانی کلچر، (کراچی: مشتاق بک ڈپو، ۱۹۶۴ء)، ۳۴۔

(۱۰) احمد ندیم قاسمی، تہذیب و فن، (لاہور: مکتبہ فنون، ۱۹۷۹ء)، ۲۷۔

(11) Ohnesorge, H. W. (2020), Soft Power: The Forces of Attraction in International Relations, Cham: Springer, pp. 85–225.

(12) Bell, E. C., & Kennan, M. A. (2022), "The Library as Soft-Power Actor: A Review," IFLA Journal, 48(4), pp. 706–716.

(13) Yıldırım, M. Ö. (2021). Edebiyat diplomasisi: Türkiye'de kamu diplomasisi aracı olarak edebiyat [Literary diplomacy: Literature as a tool of public diplomacy in Turkey]. *ARTS: Artuklu Sanat ve Beşeri Bilimler Dergisi, 6*, 14–40. https://doi.org/10.46372/arts.888247

(14) Meijen, J. (2020). Exporting European values? Political myths of liberal democracy and cultural diversity in Creative Europe's literary translation projects. *International Journal of Cultural Policy, 26*(7), 942–958. https://doi.org/10.1080/10286632.2020.1801659

(15) Larik, A. R., Mangi, S. N., & Bukhari, S. G. A. S. (2022). Beijing's cultural diplomacy efforts in Pakistan: Building soft image through internet sources. *The Korean Journal of International Studies, 20*(3), 407–436. https://doi.org/10.14731/kjis.2022.12.20.3.407

(۱۶) قرۃ العین حیدر، آگ کا دریا، (نئی دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۰ء)، ۴۶۱۔

(۱۷) ایضاً، ۳۷۴۔

(۱۸) عبد اللہ حسین، اداس نسلیں، (دہلی: اردو پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۲ء)، ۴۰۵۔

(۱۹) ایضاً، ۲۷۹۔

References

(1) Syed Abid Hussain, *Qaumi Tehzeeb ka Masla*, (Aligarh: Anjuman Taraqqi Urdu, 1955), p.21.

(2) Dr. Qamar Rais, *Tarjuma ka Fun aur Riwayat*, (Delhi: Taj Publishers; Anjuman Taraqqi Urdu Hind, 1976), p. 153.

(3) Roig-Sanz, D., Campanella, L., & Carbó-Catalan, E. (2025). Translation as a soft power resource: Exploring the possibilities, scope, and challenges of an interdisciplinary approach. *Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33*(1), 1–23. https://doi.org/10.1080/0907676X.2025.2447143

(4) Gefen, A., & Jderu, D. (2026). Literature as soft power. *Critical Inquiry, 52*(3), 447–458. https://doi.org/10.1086/739758

(5) Codina Solà, N., & McMartin, J. (2025). Soft power, 'international literature', and prizing the other: Restless Books and the Prize for New Immigrant Writing. *Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33*(1), 162–183. https://doi.org/10.1080/0907676X.2024.2377452

(6) Szpilbarg, D., & Riveiro, M. B. (2025). Argentine literature in English: Publishing translations subsidized by PROSUR (2010–2020). *Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33*(1), 143–161. https://doi.org/10.1080/0907676X.2024.2416772

(7) Carbó-Catalan, E. (2025). Translation, a measure of force of attraction? States, international organizations and the consecrating power of translation. *Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33*(1), 24–41. https://doi.org/10.1080/0907676X.2024.2412917

(8) Xu, R., & von Flotow, L. (2025). A study of *Pathlight*: Literary cultural diplomacy in China today. *Perspectives: Studies in Translation Theory and Practice, 33*(1), 201–214. https://doi.org/10.1080/0907676X.2024.2424633

(9) Dr. Jameel Jalibi, *Pakistani Culture*, (Karachi: Mushtaq Book Depot, 1964), p. 34.

(10) Ahmad Nadeem Qasmi, *Tehzeeb-o-Fun*, (Lahore: Maktaba Funoon, 1979), p. 27.

(11) Ohnesorge, H. W. (2020), *Soft Power: The Forces of Attraction in International Relations*, Cham: Springer, pp. 85–225.

(12) Bell, E. C., & Kennan, M. A. (2022), "The Library as Soft-Power Actor: A Review," *IFLA Journal, 48*(4), pp. 706–716.

(13) Yıldırım, M. Ö. (2021). Edebiyat diplomasisi: Türkiye'de kamu diplomasisi aracı olarak edebiyat [Literary diplomacy: Literature as a tool of public diplomacy in Turkey]. *ARTS: Artuklu Sanat ve Beşeri Bilimler Dergisi, 6*, 14–40. https://doi.org/10.46372/arts.888247

(14) Meijen, J. (2020). Exporting European values? Political myths of liberal democracy and cultural diversity in Creative Europe's literary translation projects. *International Journal of Cultural Policy, 26*(7), 942–958. https://doi.org/10.1080/10286632.2020.1801659

(15) Larik, A. R., Mangi, S. N., & Bukhari, S. G. A. S. (2022). Beijing's cultural diplomacy efforts in Pakistan: Building soft image through internet sources. *The Korean Journal of International Studies, 20*(3), 407–436. https://doi.org/10.14731/kjis.2022.12.20.3.407

(16) Qurratulain Hyder, *Aag ka Darya* (2nd ed.), (New Delhi: Educational Publishing House, 1990), p. 461.

(17) ibid, p. 374.

(18) Hussain, Abdullah, *Udas Naslain*, (Delhi: Urdu Publishing House, 1982), p. 405.

(19) ibid, p. 279.

❖❖❖